HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

مذہبی اقلیتوں سے سماجی اور مذہبی تعلقات اور ان کے حقوق: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں

Religious, social, and societal relationships with Religious minorities amd their rights, in the light of Islamic teachings

☆**عمر یوسف**: پی ایچ ڈی سکالر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

☆☆ **عبدالمنان**: ایم فل اسکالر، اسلامک اسٹڈیز: نیشنل کالج آف بزنس، ایڈمنسٹریشن اینڈ اکنامکس یونیورسٹی لاہور۔

☆☆☆**محمد نوید**: ایم فل اسکالر، اسلامک اسٹڈیز: نیشنل کالج آف بزنس، ایڈمنسٹریشن اینڈ اکنامکس یونیورسٹی لاہور۔

Abstract

This study delves into the intricate religious, social, and societal dynamics surrounding the relationships with religious minorities and their rights, as elucidated by Islamic teachings. Through a comprehensive examination, it seeks to unravel the multifaceted dimensions of these relationships within the framework of Islamic principles. Central to the analysis is the Quranic injunctions and teachings of the Prophet Muhammad (peace be upon him), which emphasize justice, compassion, and coexistence with religious minorities. The study explores the rights afforded to religious minorities in Islamic societies, encompassing aspects of religious freedom, protection of life and property, and participation in societal affairs. In the contemporary context, this study offers insights into the challenges and opportunities for promoting the rights and well-being of religious minorities within Muslim-majority societies. It underscores the importance of upholding the principles of justice, equality, and dignity for all members of society, irrespective of their religious affiliation.

Keywords: Religious Minorities, Islamic Teachings, Religious Rights, Social Dynamics, Societal Relationships, Coexistence, Mutual Respect, Tolerance, Dialogue, Justice, Equality, Contemporary Challenges.

تعارف

پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں اقلیتوں کے لیے مذہبی، سماجی اور انسانی حقوق میں نمایاں پیش رفت ہوئی۔ اسلام نے متعدد اصولوں اور طریقوں کو متعارف کرایا جن کا مقصد تمام افراد کے لیے انصاف، مساوات اور ہمدردی کو قائم کرنا تھا، خواہ ان کا مذہبی یا سماجی پس منظر کچھ بھی ہو۔ یہاں کچھ اہم پہلو ہیں:

1: مذہبی حقوق

اسلام نے اقلیتوں کے مذہبی حقوق کو تسلیم کیا اور ان کا احترام کیا۔ پیغمبر اسلام نے مذہب کی آزادی کے اصول کو برقرار رکھا، غیر مسلموں کو آزادی سے اپنے عقیدے پر عمل کرنے کی اجازت دی۔ مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ غیر مسلموں کو زبردستی تبدیل نہ کریں، اور انہیں تمام مذہبی برادریوں کی عبادت گاہوں کی حفاظت کرنے کی ترغیب دی گئی۔ سماجی حقوق: پیغمبر اسلام نے اقلیتوں کے ساتھ حسن سلوک، احترام اور انصاف کے ساتھ پیش آنے کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے مذہبی یا نسلی پس منظر کی بنیاد پر امتیازی سلوک کی حوصلہ شکنی کی اور سماجی ہم آہنگی کو فروغ دیا۔ مسلمانوں پر زور دیا گیا کہ وہ اپنے غیر مسلم پڑوسیوں کی مدد اور مدد کریں اور ان کی ضروریات کا خیال رکھیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

اہلِ نجران کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خط لکھا تھا اس میں یہ جملہ بھی درج تھا:

ولنجران وحاشيتهم جوار االله وذمة محمد النبي رسول االله علي انفسهم وملتهم وارضهم واموالهم وغائبهم وشاهدهم وبيعهم وصلواتهم لا يغيروا اسقفاعن اسقفيته ولا راهبا عن رهبانية ولا واقفا عن وقفانيته وكل ما تحت ايديهم من قليل اوكثير.[1]

"نجران اور ان کے حلیفوں کو اللہ اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پناہ حاصل ہے۔ ان کی جانیں، ان کی شریعت، زمین، اموال، حاضر وغائب اشخاص، ان کی عبادت گاہوں اور ان کے گرجاگھروں کی حفاظت کی جائے گی۔ کسی پادری کو اس کے مذہبی مرتبے، کسی راہب کو اس کی رہبانیت اور کسی صاحب منصب کو اس کے منصب سے ہٹایا نہیں جائے گا اور ان کی زیر ملکیت ہر چیز کی حفاظت کی جائے گی۔"

2: قانونی تحفظ

پیغمبر اسلام نے ایسے قوانین اور پالیسیاں نافذ کیں جو اقلیتوں کے حقوق کو قانونی تحفظ فراہم کرتی تھیں۔ مدینہ کا آئین، ایک دستاویز جو پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کیا تھا، تمام شہریوں کو مساوی حقوق اور ذمہ داریاں عطا کی گئی ہیں، خواہ ان کا عقیدہ کچھ بھی ہو۔ اس نے پرامن بقائے باہمی اور متنوع مذہبی اور قبائلی گروہوں کے درمیان تنازعات کے حل کے لیے ایک فریم ورک قائم کیا۔

امام ابو یوسف اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "کتاب الخراج" میں لکھتے ہیں کہ عہدِ نبوی اور خلافتِ راشدہ میں تعزیرات اور دیوانی قانون دونوں میں مسلمان اور غیر مسلم اقلیت کا درجہ مساوی تھا۔[2]

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں ایک دفعہ ایک مسلمان نے ایک غیر مسلم کو قتل کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصاص کے طور پر اس مسلمان کے قتل کیے جانے کا حکم دیا اور فرمایا:

أنا أحق من أوفي بذمته.

"غیر مسلموں کے حقوق کی حفاظت میرا سب سے اہم فرض ہے۔"[3]

3: معاشی حقوق

اسلام نے منصفانہ معاشی طریقوں کی حوصلہ افزائی کی جس سے معاشرے کے تمام افراد بشمول اقلیتوں کو فائدہ پہنچے۔ پیغمبر نے تجارت اور کاروباری اخلاقیات کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ تمام پس منظر کے لوگوں کے ساتھ ایمانداری اور انصاف کے ساتھ پیش آئیں۔ اس نقطہ نظر نے مختلف کمیونٹیز کے درمیان اقتصادی تعاون اور خوشحالی کو فروغ دینے میں مدد کی۔ غیر مسلم پر اسلامی حکومت میں کسب معاش کے سلسلہ میں کسی قسم کی پابندی نہیں ہے، وہ ہر کاروبار کر سکتا ہے جو مسلمان کرتے ہوں۔ سوائے اس کاروبار کے جو ریاست کے لیے اجتماعی طور پر نقصان کا سبب ہو۔ وہ جس طرح مسلمانوں کے لیے ممنوع ہوگا، اُسی طرح ان کے لیے بھی ممنوع ہوگا، مثلاً سودی کاروبار، جو بالآخر پوری سوسائٹی کے لیے ہلاکت کا باعث بنتا ہے یا دیگر اس نوعیت کے کام وغیرہ۔

---

[1] بغدادی ، محمد ابن سعد، الطبقات الكبريٰ، دار العلم والحكم ، ج، 1 ص، 228، 358

[2] یعقوب بن ابراہیم ، امام ابو یوسف، کتاب الخراج، دار المعرفه للطباعه والنشر بيروت لبنان ، ص 187

[3] بيهقي، ابوبكر احمد ابن الحسين ، السنن الكبريٰ، دار الكتب العلميه بيروت لبنان، ج 8، ص، 30

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل نجران کو لکھا:

إما أن تذروا الربا و إما أن تأذنوا بحرب من االله ورسوله.

"سود چھوڑ دو یا اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔"[4]

احکام القرآن میں آیت **وأخذهم الربا و قد نهوا عنه و اكلهم اموال الناس بالباطل** اور **يايها الذين امنوا لا تكلوا اموالكم بينكم بالباطل** کے تحت امام جصاص فرماتے ہیں:

فسوي بينهم و بين المسلمين في المنع من الربا.[5]

"اللہ تعالیٰ نے ان (ذمیوں) اور مسلمانوں کے درمیان سود کی ممانعت کو برابر قرار دیا ہے۔"

اس اُصول کے علاوہ جو تجارت ان کو پسند ہوا کریں، یہاں تک کہ وہ اپنے محلوں اور شہروں میں خنزیر اور شراب بھی رکھ سکتے ہیں، ان کی خرید و فروخت کر سکتے ہیں۔ درِ مختار میں ہے:

ويضمن المسلم قيمة خمره و خنزير اذا اتلفه.

"یعنی اگر کوئی مسلمان غیر مسلم اقلیتی فرد کی شراب یا خنزیر کو نقصان پہنچائے گا تو اسے اس کا تاوان ادا کرنا پڑے گا۔"[6]

لیکن یہ چیزیں وہ مسلمانوں کے شہروں میں نہ لائیں گے اور نہ ہی مسلمانوں کے ہاتھ بیچیں گے۔[7]

پیشوں کے اعتبار سے وہ کوئی بھی پیشہ اختیار کر سکتے ہیں اور مسلمانوں کو اُجرت پر ان سے کام کروانے کی کسی قسم کی ممانعت نہیں ہے۔ اسلام میں کسی پیشہ کی وجہ سے کسی غیر مسلم سے کسی بھی نوعیت کی کوئی دوری رکھنے کا ہلکا سا اشارہ بھی نہیں ملتا، تجارتی معاملات میں جو ٹیکس مسلمان دیتے ہیں وہ ان کو بھی دینا ہو گا۔

4: سماجی تعلقات

پیغمبر ﷺ اقلیتی برادریوں کے ساتھ فعال طور پر مشغول رہے، مثبت تعلقات اور اتحاد قائم کیا۔ اس نے غیر مسلم برادریوں کے ساتھ معاہدے اور معاہدے قائم کیے، انہیں تحفظ اور مدد فراہم کی۔ یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر مذہبی گروہوں کے ساتھ پیغمبر کے تعاملات نے پرامن بقائے باہمی اور باہمی احترام کی ایک مثال قائم کی۔

گر اقلیتوں نے اسلامی ریاست سے کوئی معاہدہ کیا ہو تو اسلامی ریاست اسے ہر حال میں پورا کرنے کی پابند ہو گی:

العقد فهو انه لازم في حقنا حتي لايملك المسلمون نقضه بحال من الاحوال واما في حقهم فغير لازم.

"عقد ذمہ مسلمانوں کی جانب ابدی لزوم رکھتا ہے، یعنی وہ میثاق کرنے کے بعد پھر توڑ دینے کے مختار نہیں ہیں۔ لیکن دوسری جانب ذمیوں کو اختیار ہے کہ جب تک چاہیں اس پر قائم رہیں اور جب چاہیں توڑ دیں۔"[8]

---

[4] جصاص، ابوبکر احمد بن محمد، احکام القرآن، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، ج 4، ص 89

[5] ایضا

[6] حصکفي، علاؤالدین، الدر المختار، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، ج 2، ص 22

[7] کاساني، علاو الدین، ابوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع، دار الحدیث القاھرہ، ج 7، ص 113

[8] کاساني، بدائع الصنائع، ج 7، ص 112

ذمی خواہ کیسے ہی بڑے جرم کا ارتکاب کرے اس کا ذمہ نہیں ٹوٹتا، حتی کہ جزیہ بند کر دینا، مسلمان کو قتل کرنا، یا کسی مسلمان عورت کی آبروریزی کرنا بھی اس کے حق میں ناقض ذمہ نہیں ہے البتہ صرف تین صورتیں ایسی ہیں جن میں عقد ذمہ باقی نہیں رہتا، ایک یہ کہ وہ مسلمان ہو جائے دوسری یہ کہ وہ دارالاسلام سے نکل کر دشمنوں سے جا ملے، تیسری یہ کہ حکومتِ اسلامیہ کے خلاف علانیہ بغاوت کر دے۔[9]

5:خواتین کے حقوق

اسلام نے پیغمبر اسلام کے دور میں خواتین کے حقوق اور حیثیت میں نمایاں بہتری لائی۔ خواتین کو، بشمول اقلیتی برادریوں سے تعلق رکھنے والے، کو کچھ حقوق اور تحفظات دیے گئے تھے، جیسے کہ ملکیت کا حق، شادی کے لیے رضامندی کا حق، اور تعلیم اور علم حاصل کرنے کا حق۔

اقلیتوں کے حقوق کی اساس معاملات دین میں جبر واکراہ کے عنصر کی نفی کر کے فراہم کی گئی:

لاَ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىَ لاَ انفِصَامَ لَهَا وَاللّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ O

”دین میں کوئی زبردستی نہیں، بے شک ہدایت گمراہی سے واضح طور پر ممتاز ہو چکی ہے، سو جو کوئی معبودانِ باطل کا انکار کر دے اور اللہ پر ایمان لے آئے تو اس نے ایک ایسا مضبوط حلقہ تھام لیا جس کے لیے ٹوٹنا (ممکن) نہیں، اور اللہ خوب جاننے والا ہے O“[10]

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا گیا:

لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ[11]

”(سو) تمہارا دین تمہارے لیے اور میرا دین میرے لیے ہے“

اسلامی معاشرے میں اقلیتوں کے حقوق کو کتنی زیادہ اہمیت دی گئی ہے اس کا اندازہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان مبارک سے ہوتا ہے:

ألا من ظلم معاهداً او انتقصه او كلفه فوق طاقته او اخذ منه شيئا بغير طيب نفس فانا حجيجه يوم القيامة.

”خبردار! جس کسی نے کسی معاہد (اقلیتی فرد) پر ظلم کیا یا اس کا حق غصب کیا یا اُس کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف دی یا اس کی رضا کے بغیر اس سے کوئی چیز لی تو بروز قیامت میں اس کی طرف سے (مسلمان کے خلاف) جھگڑوں گا۔“[12]

چونکہ اسلامی ریاست اقلیتوں کو جان ومال اور آبرو کا تحفظ فراہم کرتے ہے اور ان پر کوئی دفاعی ذمہ داری بھی عائد نہیں کرتی لہٰذا اس کے عوض اقلیتیں اسلامی ریاست کو مالیاتی طور پر contribute کرتے ہیں جسے اسلامی قانون میں جزیہ کہا گیا ہے۔ اسلامی ریاست میں اقلیتوں پر جزیہ عائد کرنے کے معاملے میں بھی عدل وانصاف اور حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے۔

---

[9] ایضا، 113

[10] ۔البقرۃ، 2: 256

[11] ۔الکافرون، 109: 6

[12] ۔ابوداؤد، السنن، کتاب الخراج، باب في تعشير، رقم: 3052

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امرائے لشکر کو لکھا:

ألا یضربوا الجزیة علي النساء ولا علي الصبیان وأن یضربوا الجزیة علي من جرت علیه الموسي من الرجال.[13]

”عورتوں اور بچوں پر جزیہ عاید نہ کریں اور صرف ان مردوں پر جزیہ عاید کریں، جن کے بال اگ آئے ہوں (بالغ ہو گئے ہوں)۔“

6:سماجی انصاف

اسلام نے معاشرے کے تمام افراد کے لیے سماجی انصاف اور مساوات کی اہمیت پر زور دیا، چاہے ان کا پس منظر کچھ بھی ہو۔ پیغمبر اسلام نے سماجی و اقتصادی تفاوت کو دور کرنے کے لیے مختلف اقدامات کیے اور ضرورت مندوں بشمول غیر مسلموں کو مدد فراہم کی۔ زکوٰۃ کا تصور، واجب صدقہ، جس کا مقصد دولت کی دوبارہ تقسیم اور غربت کو دور کرنا ہے۔ جس طرح اسلامی بیت المال کسی مسلمان کے معذور ہو جانے یا بوجہ عمر رسیدگی اور غربت کے محتاج ہو جانے پر کفالت کی ذمہ داری لیتا ہے اسی طرح اسلامی بیت المال پر ایک غیر مسلم کے معذور ہونے یا عاجز ہونے کی صورت میں اس کی کفالت لازم ہے۔

کتاب الاموال میں ابو عبید نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے:

أن رسول الله صلي الله علیه وآله وسلم تصدق صدقه علي اهل بیت من الیهود فهي تجري علیهم.

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیوں کے ایک گھرانہ کو صدقہ دیا اور (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد بھی) وہ انہیں دیا جا رہا ہے۔“[14]

7:جان ومال کا تحفظ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی جان کی حرمت اور اقلیتوں سمیت تمام افراد کے لیے املاک کے تحفظ پر زور دیا۔ مسلمانوں کو غیر مسلموں کو نقصان پہنچانے یا ان پر ظلم کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے ساتھ بدسلوکی یا ناجائز قبضے کے خلاف خبردار کیا، ان کے حقوق اور املاک کا احترام کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

اسلامی ریاست اقلیتوں کے تحفظ اور سلامتی کی ذمہ دار ہے۔ اگر اسلامی ریاست کا کسی دوسری قوم سے معاہدہ ہو تو اس قوم کے تحفظ و سلامتی کی ذمہ داری بھی اسلامی ریاست پر ہو گی:

وَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُرَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ.

”اور اگر وہ (مقتول) تمہاری دشمن قوم سے ہو اور وہ مومن (بھی) ہو تو (صرف) ایک غلام / باندی کا آزاد کرنا (ہی لازم) ہے اور اگر وہ (مقتول) اس قوم میں سے ہو کہ تمہارے اور ان کے درمیان (صلح کا) معاہدہ ہے تو خون بہا (بھی) جو اس کے گھر والوں کے سپرد کیا جائے اور اور ایک مسلمان غلام / باندی کا آزاد کرنا (بھی لازم) ہے۔“[15]

[13] عبدالرزاق، المصنف عبدالرزاق، دارالمعرفہ بیروت، ج10، ص 331، رقم الحدیث: 19273

[14] . قاسم بن سلام، ابو عبید، کتاب الاموال، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان: 1992

[15] . النساء، 4: 92

اقلیتوں کی جان کی حرمت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتی ہے:

دية اليهودي والنصر اني وكل ذمي مثل دية المسلم.16

"یہودی، عیسائی اور ہر ذمی کی دیت مسلمان کی دیت کی طرح ہے۔"

8:مذہبی عبادات

اسلام نے اقلیتی برادریوں کے اپنے مذہبی رسومات اور رسومات پر عمل کرنے کے حق کو تسلیم کیا۔ پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کو اپنی برادریوں میں اپنے مذہبی طریقوں کو برقرار رکھنے کی اجازت دی، بشمول عبادت کرنے، مذہبی تقریبات کرنے اور اپنے مذہبی تہواروں کو منانے کی آزادی۔

1. ان کے گرجے اور خانقاہیں منہدم نہیں کی جائیں گی۔
2. وہ ہماری نماز پنجگانہ کے سوا ہر وقت اپنا ناقوس بجاسکتے ہیں ان پر کوئی پابندی نہیں۔
3. وہ اپنی عید پر صلیب نکال سکتے ہیں۔
4. مسلمان مسافر کی تین دن ضیافت کریں اور
5. وقت پڑنے پر مسلمانوں کی جان ومال کی نگہداشت کریں[17].

10:قانونی خودمختاری

پرسنل لا کے معاملات میں، جیسے شادی، طلاق، اور وراثت، غیر مسلموں کو اپنے قانونی نظام اور روایات پر عمل کرنے کی اجازت تھی۔ پیغمبر نے اقلیتی برادریوں کی خودمختاری کا احترام کیا کہ وہ اپنے مذہبی قوانین کی بنیاد پر اپنے اندرونی معاملات کو چلا سکیں، جب تک کہ وہ انصاف اور اخلاقیات کے وسیع اصولوں سے متصادم نہ ہوں۔ ذمی کو زبان یا ہاتھ پاؤں سے تکلیف پہنچانا، اس کو گالی دینا، مارنا پیٹنا یا اس کی غیبت کرنا، اسی طرح ناجائز ہے جس طرح مسلمان کے حق میں ناجائز ہے:۔

ويجب كف الاذي عنه وتحرم غيبته كالمسلم.

"غیر مسلم سے اذیت کو روکنا اسی طرح واجب ہے جس طرح مسلمان سے اور اس کی غیبت کرنا بھی اسی طرح حرام ہے۔"[18]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مسلمان کو پکڑ کر لایا گیا جس نے ایک غیر مسلم کو قتل کیا تھا۔ پورا ثبوت موجود تھا۔ اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قصاص میں اس مسلمان کو قتل کیے جانے کا حکم دیا۔ قاتل کے ورثاء نے مقتول کے بھائی کو معاوضہ دے کر معاف کرنے پر راضی کر لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے اسے فرمایا:

لعلهم فزعوك او هددوك.

"شاید ان لوگوں نے تجھے ڈرا دھمکا کر تجھ سے یہ کہلوایا ہو۔"[19]

---

[16]. الصنعانی، عبدالرزاق بن ہمام، المصنف، دار المعرفه بیروت، ج 10، ص 97، 98

[17]. امام ابو یوسف، کتاب الخراج، ص 145

[18]حصكفي، علاوالدين، محمد بن علی، الدر المختار، ج 2، ص 223

[19]. بيهقي، السنن الكبريٰ، ج 8، ص 30

اس نے کہا نہیں بات دراصل یہ ہے کہ قتل کیے جانے سے میرا بھائی تو واپس آنے سے رہا اور اب یہ مجھے اس کی دیت دے رہے ہیں، جو پسماندگان کے لیے کسی حد تک کفایت کرے گی۔ اس لیے خود اپنی مرضی سے بغیر کسی دباؤ کے میں معافی دے رہا ہوں۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا تمہاری مرضی۔ تم زیادہ بہتر سمجھتے ہو۔ لیکن بہر حال ہماری حکومت کا اُصول یہی ہے کہ:

من كان له ذمتنا فدمه، كدمنا، و ديته، كديتنا.

"جو ہماری غیر مسلم رعایا میں سے ہے اس کا خون اور ہمارا خون برابر ہے اور اس کی دیت ہماری دیت ہی کی طرح ہے"[20]

11: تنازعات کے دوران تحفظ

پیغمبر اسلام نے غیر مسلموں کے جان و مال کے تحفظ کی اہمیت پر زور دیا، خاص طور پر تنازعات کے وقت۔ اس نے مسلم افواج کو واضح ہدایات جاری کیں کہ وہ عام شہریوں بشمول خواتین، بچوں اور بوڑھوں کو نقصان پہنچانے سے گریز کریں اور عبادت گاہوں کی حفاظت کریں، چاہے وہ کسی بھی عقیدے سے تعلق رکھتے ہوں۔ اِسلامی ریاست میں اقلیتوں کو دفاعی ذمہ داریاں ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا بلکہ ان کا دفاع اِسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے اور اسلامی حکومت غیر مسلموں کے جان و مال اور آبرو کی حفاظت کرے گی۔[21]

12: غلامی کا خاتمہ

اسلام نے غلاموں کے ساتھ سلوک میں نمایاں اصلاحات لائی، جن میں سے اکثر کا تعلق اقلیتی برادریوں سے تھا۔ پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کو آزاد کرنے کی بھرپور حوصلہ افزائی کی اور ان کی آزادی کے لیے میکانزم قائم کیا۔ انہوں نے تمام افراد کی یکساں قدر اور وقار پر زور دیا، خواہ ان کی سماجی حیثیت کچھ بھی ہو، اور غلاموں کے ساتھ منصفانہ سلوک اور انسانی سلوک پر زور دیا۔

حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا وَاصِلٌ الأَحْدَبُ، قَالَ: سَمِعْتُ المَعْرُورَبْنَ سُوَيْدٍ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا ذَرٍّ الغِفَارِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ، وَعَلَى غُلاَمِهِ حُلَّةٌ، فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنِّي سَابَبْتُ رَجُلًا، فَشَكَانِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ»، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ إِخْوَانَكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ، فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلاَ تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ، فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِينُوهُمْ»

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ہم سے واصل بن حیان نے جو کبڑے تھے، بیان کیا، کہا کہ میں نے معرور بن سوید سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے بدن پر بھی ایک جوڑا تھا اور ان کے غلام کے بدن پر بھی اسی قسم کا ایک جوڑا تھا۔ ہم نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ ایک دفعہ میری ایک صاحب (یعنی بلال رضی اللہ عنہ سے) سے کچھ گالی گلوچ ہو گئی تھی۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری شکایت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے انہیں ان کی ماں کی طرف سے عار دلائی ہے؟ پھر آپ نے فرمایا، تمہارے غلام بھی تمہارے بھائی ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دے رکھا ہے۔ اس لیے جس کا بھی کوئی بھائی اس کے قبضہ میں ہو اسے وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور ان پر ان

---

[20] بيهقي، السنن الكبرىٰ، ج 8، ص 34

[21] كاساني، بدائع الصنائع، ج 7، ص 43

کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔ لیکن اگر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالو تو پھر ان کی خود مدد بھی کر دیا کرو۔ تا کہ وہ آسانی سے اس خدمت کو انجام دے سکیں۔

روایت میں مذکورہ غلام سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ بعضوں نے کہا ابوذر رضی اللہ عنہ کے بھائیوں میں سے کوئی تھے جیسے مسلم کی روایت میں ہے۔ غلام کو ساتھ کھلانے کا حکم استحباباً ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو ساتھ ہی کھلاتے اور اپنے ہی جیسا کپڑا پہناتے تھے۔ آیات باب میں ذی القربیٰ سے رشتہ دار مراد ہیں۔ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس کو علی بن ابی طلحہ نے بیان کیا اور جنب سے بعضوں نے یہودی اور نصرانی مراد رکھا ہے۔ یہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے نکالا۔ اور جار الجنب کی جو تفسیر امام بخاری رحمہ اللہ نے کی ہے وہ مجاہد اور قتادہ سے منقول ہے۔ اس حدیث سے ان معاندین اسلام کی بھی تردید ہوتی ہے جو اسلام پر غلامی کا الزام لگاتے ہیں۔ حالانکہ رسم غلامی کی جڑوں کو اسلام ہی نے کھوکھلا کیا ہے۔[22]

13: بقائے باہمی کے لیے مکالمات

پیغمبر مختلف مذہبی برادریوں کے درمیان افہام و تفہیم اور پر امن بقائے باہمی کو فروغ دینے کے لیے مکالمے اور آوٹ ریچ کی کوششوں میں مصروف رہے۔ اس نے غلط فہمیوں کو دور کرنے اور متنوع پس منظر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے ساتھ رابطے کے پل بنانے کی سرگرمی سے کوشش کی۔ پیغمبر اسلام نے مختلف قبائل اور برادریوں کے ساتھ معاہدے اور معاہدے قائم کیے، تعاون اور باہمی احترام کو فروغ دیا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جن غیر مسلم قبائل نے غیر مسلم ہوتے ہوئے جزیرۃ العرب میں اسلامی حکومت کی رعایا کے طور پر رہنا پسند کیا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے کئی معاہدے کیے جو اسلامی ریاست میں اقلیتوں کے حقوق کی مختلف جہات کا اظہار کرتے ہیں ان میں سے چند معاہدات حسب ذیل ہیں:

نجران کے عیسائیوں سے معاہدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

یہ معاہدہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اہلِ نجران کے لیے ہے۔

1. ان کے پھلوں، سونے چاندی، غلام اور اُن اشیاء کے ساتھ ہر قسم کے مال کے عوض میں ان پر مندرجہ ذیل خراج عائد کیا جاتا ہے۔
   ا) دو ہزار یمنی حلے (دو قسطوں میں) ماہ رجب میں ایک ہزار، ماہ صفر میں ایک ہزار۔
   ب) اور ایک حلہ کے ساتھ ایک اوقیہ چاندی۔
2. مقررہ مقدار خراج میں کسی شے کی کمی اور دوسری شے کی بیشی پر جمع و منہا لازم ہو گا۔
3. اگر اہلِ نجران عائد شدہ نصاب (حلہ جات اور چاندی) کے عوض میں اجناس داخل کرنا چاہئیں۔ تو بدل مبدل منہ دونوں کی قیمت میں کمی بیشی کا لحاظ ضرور ہو گا۔
4. اہلِ نجران پر میرے تحصیلداروں کی مہمان نوازی اور تکریم بیس سے لے کر تیس دن تک واجب ہے۔ اس کے بعد اُنہیں اپنے ہاں روکا نہ جائے۔
5. ہماری طرف سے یمن اور معرہ پر حملہ کے وقت اُنہیں ہم کو:

---

[22] صحیح بخاری حدیث نمبر: 2545، کتاب: غلاموں کی آزادی کے بیان میں، باب: نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ ”غلام تمہارے بھائی ہیں پس ان کو بھی تم اسی میں سے کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو“

- الف۔ تیس گھوڑے
- ب۔30 زرہیں عاریتہ دینا ہوں گی۔

جن کے اتلاف پر ان کی قیمت اور شکست وریخت کے ہمارے تحصیل دار ذمہ دار ہوں گے۔

6. اہلِ نجران کے ساتھ ان کے ہمسایہ حلیفوں کے لیے بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی طرف سے مندرجہ ذیل اشیاء میں تلافی کے ذمہ دار ہیں۔

- الف۔ وطن اور وطن کے باہر ہر دو جگہوں میں ان کے اموال ونفوس کے اتلاف پر۔
- ب۔ ان کے مذہب اور ان کے قرابت داروں کی تذلیل وتحقیر پر۔

7. ان کے پادری، گوشہ نشینوں اور کاہنوں پر گرفت نہ ہو گی۔
8. ان کی ماتحتی کی وجہ سے ان پر کسی قسم کی کہتری عائد نہ ہو گی۔
9. وہ قبل از اسلام کے قتل کے مواخذہ سے بری ہیں۔
10. وہ ہماری جنگوں میں شرکت سے مستثنیٰ ہیں۔
11. ہمارا لشکر ان پر حملہ نہ کرے گا۔
12. ہماری عدالت میں دعوے پیش کرنے پر ان سے انصاف کیا جائے گا۔
13. ان میں سے جو شخص اپنے خاندان سے سود لے گا وہ ہماری ذمہ داری سے محروم ہے۔
14. کسی فرد کی دوسرے فرد کے عوض میں گرفت نہ ہو گی۔[23]

خلاصہ کلام

آخر میں، مذہبی اقلیتوں کے ساتھ مذہبی، سماجی اور معاشرتی تعلقات کا جائزہ، جیسا کہ اسلامی تعلیمات کی رہنمائی ہے، عدل، ہمدردی، اور بقائے باہمی پر گہرا زور ظاہر کرتا ہے۔ قرآنی احکامات اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی عینک کے ذریعے، یہ مطالعہ اسلامی معاشروں میں مذہبی اقلیتوں کو فراہم کردہ بنیادی حقوق کی نشاندہی کرتا ہے۔ ان حقوق میں مذہبی آزادی، جان ومال کا تحفظ، اور سماجی معاملات میں شرکت شامل ہے، جو تمام افراد کے وقار اور خود مختاری کو برقرار رکھنے کے عزم کی عکاسی کرتی ہے، چاہے ان کے مذہبی عقائد کچھ بھی ہوں۔ مزید برآں، یہ مطالعہ اکثریت اور اقلیتی برادریوں کے درمیان ہم آہنگی کے ساتھ بقائے باہمی کو فروغ دینے کے لیے ضروری عناصر کے طور پر باہمی احترام، رواداری اور مکالمے کو فروغ دینے کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ تاریخی نظیروں اور عصری تشریحات پر روشنی ڈالتے ہوئے، یہ مذہبی اقلیتوں کے لیے اسلامی تعلیمات میں شامل اخلاقی اور اخلاقی تقاضوں کو واضح کرتا ہے۔ عصری تناظر میں، یہ مطالعہ مسلم اکثریتی معاشروں کے لیے معاشرے کے تمام اراکین کے لیے انصاف، مساوات اور وقار کے اصولوں کو برقرار رکھنے کے لیے ایک کال ٹو ایکشن کا کام کرتا ہے۔ یہ مذہبی اقلیتوں کو درپیش چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے فعال اقدامات کی ضرورت پر زور دیتا ہے اور ایسے جامع ماحول کی تشکیل کے لیے جہاں تنوع کو منایا جائے اور

[23] . بلاذري ,احمد بن يحيى ابوالحسن, فتوح البلدان, دارالكتب العلميه, ص, 89–90

اس کا احترام کیا جائے۔ بالآخر، مذہبی اقلیتوں کے ساتھ ہم آہنگ تعلقات کا حصول نہ صرف ایک اخلاقی لازمی ہے بلکہ یہ اسلامی اقدار کی عکاسی بھی ہے جو ہمدردی، ہمدردی اور سماجی انصاف کو ترجیح دیتی ہیں۔ اس طرح، یہ مطالعہ مذہبی اقلیتوں کے حقوق اور بہبود کو برقرار رکھنے اور ان کے تحفظ کے لیے ایک مشترکہ کوشش کی وکالت کرتا ہے، اس طرح سب کے لیے ایک زیادہ جامع اور مساوی معاشرے کو فروغ دیتا ہے۔